نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ھ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی
ششماہی
سہ ماہی
بیرون ہند

الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۳۷	مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۴ء	یوم شنبہ	مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ	جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

(۱) خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا کے فضل و کرم سے خیر و عافیت ہے ٭

(۲) حضرت اُم المومنین رضؓ کی خدمت میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی وفات پر تعزیت کے بہت سے خطوط پہنچے ہیں۔ ان تمام خطوط لکھنے والوں کیلئے حضرت اُم المومنین دعا فرماتی ہیں اور ارشاد ہے کہ میری طرف سے سب کا شکریہ ادا کر دیا جائے۔

(۳) خلیفہ تقی الدین صاحب کے ولایت بخیریت پہنچنے کی اطلاع موصول ہو گئی ہے۔

(۴) تین عرب جو اپنے آپ کو مدینہ منورہ کے باشندے بتاتے ہیں۔ قادیان میں آئے ہیں۔

(۵) چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ داتا زید کا اور سید انعام اللہ شاہ صاحب سیالکوٹ سے۔ چوہدری غلام محمد صاحب اور مستری نظام الدین صاحب ضلع سیالکوٹ سے۔ چوہدری حاکم علی صاحب و چوہدری غلام حسین صاحب ضلع گوجرات سے تشریف لائے ٭

نظم

بہ یادِ سیدنا محمود

از برادر بشیر احمد صاحب ابن جناب حقانی مرحوم

کیا مزے لے کے تڑپاتی ہے فرقتِ یار کی
خون روتے ہیں سبھی حالت کو اپنی دیکھ دیکھ
مَیں تو سمجھاتا ہوں ناصح پر نہیں دل مانتا
ہوں سگِ دہلیزِ جاناں خوب ہوں گو جانتا
یار کے کوچہ کی ذلت پر ہو قرباں لاکھ بار
انکی اُلفت ہی نے بتلایا ہے الفت چیز کیا
کوثر و تسنیم کی نہریں چلا دیں سر بسر
تو بھی بھر لے چھاگلیں احمد اگر ہو خوش نصیب

یار بن بیٹھا ہے زینت محفلِ اغیار کی
عرش پہ جا پہنچی ہے زاری در و دیوار کی
دیکھ لی جب سے جھلک چشمِ صنم میں پیار کی
کچھ نہیں ہے قدر و قیمت میری جانِ زار کی
مُہر جس عزت پہ ہو اغیار کے دربار کی
خوب ہی سمجھا ئیں اس نے ہمکو رسمیں پیار کی
مجمعِ عشاق میں جب اک گھڑی گفتار کی
ہو رہی ہیں آسماں سے بارشیں انوار کی

ہوش میں آ مدعی، ناداں نہ بن، کچھ عقل کر
یہ عداوت، یہ حسد، یہ بغض یہ کینہ ترا
شعلہ افشانی وراثت ابن آدم کی نہیں
آسماں پر جب تلک تارے ہیں باقی اے خدا
سبزۂ بیگانہ جب تک زینت صحرا رہے
جب تلک شمس و قمر ہوں نور پاش و نور بار
اے خدا محمود احمدؐ قوم کے سر پر رہے
ہوں نصیب احمدؐ مہجور اے مولیٰ کریم

کیا ہی ہوتی ہیں شانیں مسرف غدار کی
کیا ہی اسناد ہیں اللہ کے دربار کی
ہے تو خاکی پر تری سب نسبتیں ہیں نار کی
جب تلک باقی ہے گردش چرخ ناہنجار کی
چشمۂ صافی ہے رونق جب تلک کہسار کی
جب تلک دنیا کو حاجت ہو تیرے انوار کی
اور دل میں قوم کے باقی ہوس دلدار کی
لذتیں بے حد و غایت یار کے دیدار کی

شہید ملت مولوی نعمت اللہ خاں کا ذکر ولایت کے معزز اخبارات میں

(۱) اخبار ٹائمز ۴ ستمبر و ۲ ستمبر (۲) اخبار ابزرور ۷ ستمبر (۳) فنانشل ٹائمز ۳ ستمبر (۴) نیر ایسٹ ۴ ستمبر (۵) ڈیلی ٹیلیگراف ۴ ستمبر (۶) مارننگ پوسٹ ۵ ستمبر (۷) ڈیلی نیوز ۴ ستمبر (۸) ڈیلی میل ۴ ستمبر۔ ان اخبارات میں مولوی نعمت اللہ خاں صاحب شہید کی شہادت کی خبر شائع ہوئی ہے۔ یہ وہ اخبارات ہیں۔ جنکے پرچے ہمیں یہاں وصول ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اخبارات نے اس خبر کو درج کیا۔ اور بعض نے سنگساری کا وحشیانہ طریق شائع کیا۔ تاکہ ناظرین کابل کے اس ظلم کی نوعیت کو سمجھ سکیں۔

مجلس اتحاد دہلی میں جماعت احمدیہ کے قائم مقام

جناب مفتی محمد صادق صاحب دہلی سے اپنے خط ۲۷ ستمبر میں تحریر فرماتے ہیں: ہم بخیریت دہلی پہنچے۔ کل کانفرنس میں گئے۔ جگہ کی تنگی کے سبب منتظمین نے بہت تھوڑے آدمیوں کو اندر جانے دیا۔ صرف میں جاسکا۔ ۳ بجے کانفرنس کا جلسہ ہوا۔ صرف دو تقریریں ہوئیں۔ اتحاد کی کوشش کی جائے۔ یہ سب کا خلاصہ تھا۔ سب جیکٹ کمیٹی بنائی گئی۔ اس میں میرا نام بھی لکھا گیا۔ کل ۸۰ ممبر مقرر ہوئے۔ مسز بسنٹ۔ سروجنی نیڈو۔ پنڈت موتی لال نہرو۔ مسٹر اینڈریوز، علی برادرز، مولوی ابوالکلام، خواجہ حسن نظامی، بشپوں کے افسر گورو وغیرہ سے ملاقات کی۔ کتابیں دیں۔ لٹریچر تقسیم ہوا۔ اینی بسنٹ نے اور بعض دوسرے احباب نے شہید مرحوم کے متعلق اظہار ہمدردی کیا۔

آج مولوی کفایت اللہ نے تقریر کی۔ کہ قتل مرتد اسلامی مسئلہ ہے۔ مگر اسلامی ممالک کے واسطے۔ ہندوستان کے واسطے نہیں۔ اس کے بعد میں نے تقریر کی۔ قتل مرتد کہیں بھی نہیں۔ اسلام میں کوئی ایسا حکم نہیں۔ مولویوں نے شور مچایا۔ مگر سامعین نے میری تائید کی۔

صاحبان نصاب زکوٰۃ توجہ فرمادیں

اسلام کی بنا جن پانچ ارکان پر ہے۔ ان میں سے ایک زکوٰۃ بھی ہے۔ جس مسلمان پر زکوٰۃ واجب ہو جائے اسے چاہیئے۔ کہ فوراً اسے ادا کر دے۔ ورنہ ایمان میں نقص پیدا ہوگا۔ اور ایک نقص دوسرے نقائص کو بھی اپنی طرف کھینچتا ہے۔

زکوٰۃ کے لفظی معنے پاک کرنے کے ہیں۔ پس جس مال پر زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ وہ پاک ہو جاتا ہے۔ اور ایمان بڑھانے میں زبردست ممد ہوتا ہے۔ حرام مال سے کبھی صحیح تقویٰ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسلام نے حکم دیا۔ کہ مسلمان اپنے مالوں پر زکوٰۃ دیا کریں۔ تاکہ ان کے مال پاک ہو کر ان کے لئے اصلی اور صحیح ایمان پیدا کرنے کا موجب ہوں۔ جس طرح پاک اور طیب اشیاء کے استعمال سے خون پاک پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ نکالنے سے مومن انسان کے اندر صحیح ایمان پیدا ہوتا ہے۔ ہماری جماعت جس کو خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں صحیح ایمان بخشا ہے۔ زکوٰۃ کے ادا کرنے میں دوسرے مسلمانوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اور اپنے مالوں پر زکوٰۃ اپنے امام پاک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام کے حکم کے ماتحت جماعت کے بیت المال میں جمع کراتی ہے۔ زکوٰۃ کے روپے کی آمد سے سینکڑوں غرباء و مساکین کی امداد حضور علیہ السلام فرماتے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی جس قدر درخواستیں مستحقین کی دفتر زکوٰۃ میں آتی ہیں۔ ان کی حاجت روائی کے لئے زکوٰۃ کی مد میں بعض دفعہ کافی گنجائش نہیں ہوتی۔ آج کل بھی زکوٰۃ کی مد پر بہت سے تقاضے ہو رہے ہیں۔ اور حقیقت میں درخواست کنندگان مستحق بھی ضرور ہوتے ہیں۔ لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے معذوری ظاہر کرنی پڑتی ہے۔ گو دل تو نہیں چاہتا۔ کہ سائلین کو خالی ہاتھ واپس کیا جائے۔ مگر روپے کی قلت جواب دینے پر مجبور کرتی ہے۔ لہذا میں اپنی جماعت کے صاحب نصاب احباب سے نہایت ہی دردمند دل کے ساتھ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس طرف جلد توجہ فرمادیں اور جن دوستوں کے اموال پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہے لیکن انہوں نے اب تک ادا نہیں کی۔ وہ فوراً زکوٰۃ کا روپیہ ناظر صاحب بیت المال کے پاس روانہ فرمادیں۔ اور مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق مستحقین کی مناسب امداد کی جاسکے۔

زکوٰۃ کے متعلق اگر کوئی بات مسئلے کے رنگ میں دریافت کرنی ضروری ہو۔ کہ کس مال پر زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ یا کس وقت دینی چاہیئے۔ تو اس کے لئے رسالہ زکوٰۃ یا فریضۂ زکوٰۃ دو چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں۔ جو ناظر صاحب بیت المال سے مفت مل سکتے ہیں۔ ان کو منگا کر پڑھ لینا چاہیئے۔

میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ میری اس تحریک کو جو اپیل کی صورت میں ہے۔ بارآور کرے گا۔ اور ان دوستوں کے دلوں میں جن پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہے۔ ایک جوابی تحریک پیدا کر دیگا۔ تاکہ وہ خود بھی زکوٰۃ ادا کریں۔ اور اپنے دیگر دوستوں کو بھی تحریک کریں۔ کہ یہ بھی ثواب کی ایک راہ ہے۔ والسلام

خاکسار۔ علی محمد۔ بی۔ اے۔ افسر زکوٰۃ

اعلان نکاح

کرنیل اوصاف علی خاں صاحب کے فرزند محمد سعید صاحب کا نکاح حمیدہ خاتون بنت عبدالمجید خاں صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ڈھوال ریاست کپورتھلہ کے ساتھ ایک ہزار مہر پر ۲۷ ستمبر ۱۹۲۴ء کو جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے پڑھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

الفضل
(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
یوم شنبہ - قادیان دار الامان - مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۲۴ء

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین ۝

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا چوتھا مکتوب گرامی لنڈن سے

انگلستان کی روحانی فتح کی بنیاد رکھدی گئی

امیر غیر مبایعین کے اعتراض کا جواب

مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات

فرمانروائے کابل کے متعلق دل میں بغض نہیں رکھنا چاہیئے اور شہید مرحوم کی یاد کو تازہ رکھنا چاہیئے

کابل میں تبلیغ احمدیت کا سوال اور جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لا کی کابل جانے پر آمادگی

برادران جماعت احمدیہ! السلام علیکم،

مصروفیت

الحمدللہ کہ کام اچھی طرح ہو رہا ہے۔ تبلیغ عمدگی سے جاری ہے۔ کیونکہ گو اصل کام ہمارا اور ہے۔ مگر جو فارغ وقت ملے۔ اس میں تبلیغ کی طرف بھی توجہ کی جاتی ہے۔ احباب سب اپنے کاموں میں مشغول ہیں۔ اور بعض دفعہ ہوا خوری کے لئے باہر جانے کا بھی دوستوں کو موقع نہیں ملتا۔ یہی حال میرا ہے۔ رات کے دو دو بجے تک مجھے تو جاگنا پڑتا ہے مگر دل خوش ہے۔ اور قلب مطمئن ہے کہ موت بھی ہو گی تو یار کی راہ میں ہو گی۔ اور اے عزیزو! اس زندگی کا کیا فائدہ؟ جو تن پروری میں خرچ ہو۔ اس دنیا میں تو کسی نے رہنا نہیں۔ کوئی پہلے مر گیا کوئی پیچھے مر گیا۔ بات تو ایک ہی ہے۔ پھر کیوں نہ اس زندگی کے آرام کی طرف خیال رکھے۔ جو نہ ختم ہونیوالی ہے کاش! اس امر کی مجھے سچی توفیق مل جائے۔

طبی مشورہ

مکرمی و معظمی ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھے طبی طور پر مشورہ دیا ہے۔ کہ میں صحت کی کمزوری کو دور کرنے کے لئے کچھ عرصہ تک زیادہ سوؤں۔ مگر ان کو کیا معلوم ہے۔ کہ یہاں باقاعدہ دو یا تین بجے سونے کا موقع ملتا ہے۔ اور غالباً آنے والے دنوں میں کام اور بھی بڑھ جائیگا۔ کیونکہ اب انشاء اللہ مختلف لیکچروں اور ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہونیوالا ہے۔ اور چونکہ مجھے اردو میں مضمون لکھنا پڑتا ہے۔ تاکہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا جائے۔ اس لئے وقت بہت ہی لگتا ہے۔ انسان دو گھنٹہ میں جس قدر مضمون بیان کر سکتا ہے۔ اس کو چھ سات دنوں میں لکھ سکتا ہے۔ پس اس مشکل کی وجہ سے کام بہت بڑھ رہا ہے۔

لیکچروں کا پروگرام

انشاء اللہ تین دن کو میرا لیکچر "پیام آسمانی" پر پورٹ سمتھ نامی شہر میں ہو گا۔ اس کے بعد پانچ دن کو لنڈن میں انیس ۱۹ تاریخ کو "حیات بعد الموت" پر لیکچر ہو گا۔ تیئس ۲۳ کو اس کانفرنس میں لیکچر ہے۔ جو یہاں آنے کا محرک ہوئی ہے۔ گو موجب نہیں۔ چھبیس ۲۶ کو ایک لیکچر ہندوستان کے موجودہ حالات پر ایک سیاسی انجمن کی درخواست پر قرار پایا ہے۔ پھر انتیس ۲۹ کو ایک نوجوانوں کی انجمن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر لیکچر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

احباب کو مختلف مقامات پر بھیجنا

میرا یہ منشاء ہے کہ کام کو زیادہ وسیع کرنے کے لئے مختلف احباب کو انگلستان کے مختلف شہروں میں پھیلا دوں اس سے خرچ تو کچھ زیادہ ہو جائیگا۔ مگر انشاء اللہ کام بہت وسیع ہو جائیگا۔ اور آواز دور دور تک پھیل جائیگی۔

دشمن کی ہنسی اور تمسخر

گو دشمن ہنسیگا اور تمسخر اڑائیگا مگر میں اس کی ہنسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس بات کے اظہار سے نہیں رک سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے انگلستان کی روحانی فتح شروع ہو چکی ہے۔ میرا منشاء خواجہ صاحب کی طرح یہ نہیں کہ چونکہ انگلستان کے سو اخباروں نے یا اس سے بھی زیادہ اخباروں نے سلسلہ کے متعلق تعریفی الفاظ میں نوٹ لکھے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ انگلستان مسلمان ہو گیا ہے۔ بلکہ جو کچھ میں کہتا ہوں۔ وہ ایک روحانی امر ہے۔ جس کو صرف وہی دیکھ سکتے ہیں۔ جن کی روحانی آنکھیں ہوں۔

انگلستان کے متعلق رؤیا اور اس کا پورا ہونا

آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس بادشاہ نے جس کے قبضہ میں تمام عالم کی باگ ہے۔ مجھے رؤیا میں بتایا تھا کہ میں انگلستان گیا ہوں۔ اور ایک فاتح جرنیل کی طرح اس میں داخل ہوا ہوں۔ اور اس وقت میرا نام ولیم فاتح رکھا گیا۔ میں جب شام میں بیمار ہوا۔ اور بیماری بڑھتی گئی۔ تو مجھے سب سے زیادہ خوف یہ تھا۔ کہ کہیں میری شامت اعمال کی وجہ سے ایسے سامان نہ پیدا ہو جاویں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کسی اور صورت میں بدل جائے۔ اور میں انگلستان میں پہنچ ہی نہ سکوں۔ اور اس خوف کی وجہ یہ تھی۔ کہ میں اس خواب کی بنا پر یقین رکھتا تھا۔ کہ انگلستان کی روحانی فتح صرف میرے انگلستان جانے کے ساتھ وابستہ ہے۔ لیکن آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں انگلستان پہنچ گیا ہوں۔ اور اب میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ آسمان پر اس کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ اور اپنے وقت پر اس کا اعلان زمین پر بھی ہو جائیگا دشمن ہنسیگا اور کہیگا۔ یہ بے ثبوت دعویٰ تو ہر ایک کر سکتا ہے۔ مگر اس کو ہنسنے دو۔ کیونکہ وہ اندھا ہے۔ اور حقیقت کو نہیں دیکھ سکتا۔ آتھم کے متعلق جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی۔ اور وہ مصلحت الٰہی کے ماتحت اور رنگ میں پوری ہوئی۔ تو سب ہندوستان میں اس پر تمسخر کیا گیا۔ اس وقت کے نواب صاحب بہاولپور کے دربار میں بھی اس کا ذکر ہوا۔ اور انھوں نے بھی اسکے غلط ہونے کی تائید میں رائے دی۔ ان کے پیر خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں والے اس وقت دربار میں موجود تھے۔ اس بات کو سنکر جوش میں آ گئے۔ اور فرمایا کہ جو کہتا ہے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ وہ غلط کہتا ہے۔ آتھم مر چکا۔ مجھے وہ مردہ نظر آ رہا ہے۔ دنیا کے کیڑوں کو وہ زندہ نظر آتا ہے۔

انگلستان کے فتح ہونے کی شرط پوری ہو گئی

میں بھی کہتا ہوں۔ انگلستان فتح ہو چکا خدا کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اس کی فتح کی شرط آسمان پر یہ مقرر تھی۔ کہ میں انگلستان آؤں۔ سو میں خدا کے فضل سے انگلستان پہنچ گیا ہوں اب اس کارروائی کی ابتداء انشاء اللہ شروع ہو جائیگی۔ اور اپنے وقت پر دوسرے لوگ بھی انشاء اللہ دیکھ لینگے۔ کہ جو کچھ میں نے لکھا تھا وہ سچ ہے۔ نادان لوگ نہیں جانتے کہ بعض اُمور کا تعلق بعض خاص شخصوں کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ اور انگلستان میں ترقی اسلام کا سوال خدا تعالیٰ کی قضاء میں میرے انگلستان آنے کے ساتھ متعلق تھا۔ مسیح موعودؑ کو جو رؤیاء دکھائی گئی۔ اس میں بھی یہی بتایا گیا تھا۔ کہ آپ کے ولایت جانے پر یہ فتح شروع ہوگی۔ اور مجھے بھی یہی دکھایا گیا۔ اور چونکہ نبیوں کے خلیفہ ان کے ہی وجود سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے دونوں خوابوں کا مطلب ایک ہی تھا۔ حضرت مسیح موعود کی رؤیاء سے مراد بھی ان کے جانشین کے انگلستان جانے سے تھی اور میری رؤیاء سے مراد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولایت جانے سے تھی۔ پس جبکہ مسیح موعودؑ اپنے روحانی جانشین کے ذریعہ سے انگلستان پہنچ گئے۔ تو اب انشاء اللہ اس فتح کا دروازہ بھی کھولدیا جائیگا۔ جو کہ ہمیشہ سے مقدر ہے۔ خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ کہ جب کسی پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے۔ تو وہ پھر اس کی طرف توجہ دلا دیا کرتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے جو خواب میں دیکھا کہ میں انگلستان میں گیا ہوں۔ اس سے مراد یہی تھی۔ کہ مسیح موعود کی ازالہ اوہام والی رؤیاء کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ فالحمد للہ الذی ارانا ما وعدنا علیٰ لسان المسیح الموعود علیہ السلام۔

مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے رفقار کا اعتراض اور اسکا جواب

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقار کو اعتراض ہے۔ کہ اس سفر پر اس قدر خرچ کیوں کیا ہے۔ اور غالباً اسی وجہ سے اعتراض ہے کہ انکو خیال ہے۔ میں نے یہ سفر سیر و سیاحت کی وجہ سے اختیار کیا ہے۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ درست نہیں۔ افسوس ہے کہ اب یہ امر مشکل ہے۔ ورنہ میں انکو کہتا کہ میرے خرچ پر میرے ساتھ چلیں۔ اور میری زندگی کا مطالعہ کریں۔ اور پھر مومنانہ طور پر تجربہ کے بعد میرے متعلق رائے دیں۔ اگر وہ ساتھ ہوتے تو ان کو معلوم ہو جاتا۔ کہ خود غیر احمدی لوگ اور انگلستان کے واقف لوگ بھی ہمیں نصیحت کرتے ہیں۔ کہ اس قدر کام اچھا نہیں ہے صحت کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ آج لنڈن پہنچے بیس دن ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک لنڈن ابھی ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ ہندوستان میں تھا۔ نہ ہمیں اسکی عمارتوں کا پتہ ہے۔ اور نہ اس کے عجائبات کا۔ جو کچھ ہمیں معلوم ہو وہ یہاں کے آدمی ہیں۔ جو ملنے کے لئے آجاتے ہیں یا وہ نظارہ ہے جو ہوا خوری کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں نظر آجاتا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب باوجود سخت دشمنی اور تعصب کے یہ امید نہیں کرینگے۔ کہ ہم لوگ اگر چوتھے پانچویں دن سیر کے لئے نکلیں یا پٹنے کے مکان کی طرف جمعہ کی نماز کے لئے جاویں۔ تو ہمیں آنکھیں بند کر کے چلنا چاہیئے۔ کہ کہیں ہمارا سفر تفریح کا سفر نہ بن جائے۔ بہرحال میں انکو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اگر اس سفر میں ہم کوئی بھی کام نہ کرتے۔ اور سیر ہی کرتے رہتے۔ تب بھی یہ سفر قابلِ اعتراض نہ تھا۔ کیونکہ یہ دو پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے تھا۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشگوئی جو دمشق کے متعلق تھی۔ اور ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو انگلستان کے متعلق تھی۔ پس اگر ہم لوگ اپنے روپیہ سے بغیر اس کے کہ مولوی صاحب سے روپیہ کا مطالبہ کریں۔ اور بغیر اس کے کہ غیر احمدیوں سے کچھ مانگیں (وہ چونکہ مولوی محمد علی صاحب کے داتا ہیں۔ ان سے مانگنے کا اثر بھی ہو سکتا مولوی محمد علی صاحب کے خزانہ پر پڑتا ہے) اس سفر کو بعض پیشگوئیوں کے پورا کرنے کے لئے اختیار کریں۔ تو اسپر انکو کیا اعتراض ہو سکتا ہے ؛

میں سمجھتا ہوں۔ مولوی محمد علی صاحب جس طرح خود میرے معاملہ میں اپنی عقل کو فراموش کر دیتے ہیں۔ اسی طرح باقی لوگوں کو بھی سمجھتے ہیں۔ میں نے انگلستان آنے کا ارادہ نہیں کیا جب تک کہ نناوے فیصدی جماعتوں نے مجھے یہاں آنے کا مشورہ نہیں دیا۔ پس اگر یہ سفر ناجائز تھا۔ تو اعتراض جماعتوں پر پڑتا ہے۔ نہ مجھ پر۔ وہ یہ تو کہہ سکتے تھے کہ دیکھو کیسا نادان ہے۔ کہ لوگوں نے ناواقفیت سے مشورہ دیا۔ اور وہ گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ اسکو کسی نے روکا کیوں نہیں۔ کیا مولوی صاحب سمجھتے ہیں کہ ان کے مضمون میں ایسا مقناطیسی اثر ہے۔ کہ وہ مسمریزم کے اثر کی طرح سب کچھ بھلا دیتا ہے۔ اور اپنی مرضی منوا لیتا ہے جن لوگوں نے مہینہ بھر پہلے مجھے مشورہ دیا تھا کہ میں ضرور انگلستان جاؤں۔ اور کسی تکلیف کا بھی خیال نہ کروں۔ گیا وہ ایک مہینہ کے بعد یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم نے قوم کا روپیہ کیوں برباد کیا۔ اور کیوں انگلستان چلا گیا۔ اور پھر وہ قوم کا روپیہ برباد کرنے کا الزام مجھ پر دے سکتے ہیں۔ جو جانتے ہیں کہ میں نے اپنی ذات کے لئے کوئی روپیہ نہیں لیا۔ اور جو اپنے خطوں میں اسپر اصرار کرتے رہے ہیں۔ کہ میں اپنی ذات کے اخراجات بھی جماعت کے خزانہ سے لوں۔ میں مولوی محمد علی صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ احمدی جماعت کچھ بھی ہو۔ وہ اسقدر عقل سے دُور نہیں ہو گئی کہ اس قسم کی مجنونانہ باتیں کرنے لگ جائے۔

خدا کے سوا کسی کی پرواہ نہیں

مگر میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر ان کے مضمون کا اثر ہو جائے تو پھر کیا ہوگا۔ یہی نہ کہ لوگ میری بیعت سے منحرف ہو کر ان سے جا ملینگے سو میں اس کے متعلق پھر ایک دفعہ کہدینا چاہتا ہوں کہ میں آدمیوں کا بھوکا نہیں میں اپنے رب کی نگاہ کا بھوکا ہوں۔ اے نادان مولوی تو اپنی طرح مجھے مت خیال کر۔ احمدی جماعت کیا ہے ایک مٹھی بھر جماعت ہے۔ اگر ساری دنیا میرے ساتھ ہو۔ اور مجھے چھوڑ دے۔ تو میں اپنے خدا پر یقین رکھتا ہوں کہ وہ مجھے نہیں چھوڑیگا۔ اور جب خدا تعالےٰ میرے ساتھ ہے تو مجھے انسانوں کے آنے یا جانے کی کیا پروا ہے۔ جو انسان میری بیعت کرتا ہے۔ وہ اپنے فائدہ کے لئے ایسا کرتا ہے۔ مجھ پر اس کا احسان نہیں۔ بلکہ میرے ذریعہ سے خدا تعالیٰ اسپر احسان کرتا ہے۔ جو شخص مجھے کوئی تحفہ دیتا ہے۔ وہ مجھ پر احسان نہیں کرتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ اس ذریعہ سے اسپر احسان کرتا ہے۔ تم میں سے کون ہے۔ جو کہہ سکے۔ کہ میں نے کبھی اس سے کچھ مانگا ہو۔ سوائے اسکے کہ بطور قرض کے کسی سے کوئی رقم لی ہو۔ کوئی ہے جو مجھ پر دنایت کا الزام لگا سکے ؟ کوئی ہے جو مجھ پر خیانت ثابت کر سکے ؟ کوئی ہے جو میری طرف لالچ یا حرص کو منسوب کر سکے ؟ اگر کوئی شخص دنیا کے پردہ پر اس قسم کا موجود ہے۔ تو میں اس کو قسم دیتا ہوں اس ہستی کی جس کے ہاتھ میں اس کی جان ہے کہ وہ خاموش نہ بیٹھے۔ اور مجھے دنیا کی نظروں میں ذلیل کرے۔ اگر میں احمدیت سے غدر کرنیوالا ہوں۔ اگر میں لوگوں کے مال کھانیوالا ہوں۔ اگر میں لالچ اور حرص کی مرض میں مبتلا ہوں تو میری مدد کرنیوالا میرے راز پر پردہ ڈالنے والا خدا اور اس کے دین کا دشمن ہے۔ اور جس قدر جلد وہ اپنی اصلاح کرے اسی قدر اسکی روحانیت کے لئے یہ امر اچھا ہوگا۔

جماعت کے روپیہ کا امین

زندگی کا کوئی اعتبار نہیں
موت ہر اک کو آنیوالی ہے

پس میں اس امر کا اعلان کرتا ہوں۔ کہ خواہ مجھ میں کوئی قصور ہوں۔ کوئی غلطیاں ہوں۔ میں جماعت کے روپیہ اور اس کے سامان کا اس رنگ میں امین رہا ہوں کہ اس سے زیادہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ میں کیا کر سکتا تھا۔ بعض دوست مجھے بطور ہدیہ کے روپیہ بھیجتے ہیں۔ اور میرے نام منی آرڈر ارسال کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جب ان کے نام روپیہ بھیجا ہے تو کچھ لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اس روپیہ کو بھی کبھی نہیں لیتا۔ میرے

نام کے سب منی آرڈر دفتر محاسب میں جمع ہوتے ہیں۔ اور وہاں رجسٹروں میں درج ہو کر میرے پاس آتے ہیں۔ پس میرے حالات پر کوئی پردہ نہیں۔ وہ رجسٹر اور وہ کوپن اس امر پر شاہد ہیں۔ کہ ایسا روپیہ بھی خزانہ جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ میں اس کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ میں بے شک ضرورت کے وقت خزانہ سلسلہ سے روپیہ قرض لے لیتا ہوں۔ اور پھر حسب توفیق ادا کر دیتا ہوں۔ اس کا میں مقر ہوں۔ اور میں اسے جائز سمجھتا ہوں۔ اور اس کا کئی بار اظہار کر چکا ہوں۔ اس کے سوا مجھے جماعت کے روپیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ میں امیر آدمی نہیں۔ بسا اوقات مجھے بیماری میں دواؤں اور ضروری لباس یا اور ضروریات کے لئے سامان میسر نہیں ہوتا۔ تو میں نفس پر تکلیف برداشت کر لیتا ہوں۔ مگر اپنی حالت کو بھی ایسا نہیں بناتا۔ کہ لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ بھی ایک رنگ سوال کا ہے۔ اگر باوجود ان حالات کے کوئی شخص میری طرف وہ بات منسوب کرتا ہے۔ جن سے میں ایسا ہی دور ہوں۔ جیسا کہ نور ظلمت سے۔ تو میں اپنے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور اس سے عرض کرتا ہوں۔ کہ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا! میں تیرا عاجز بندہ ہوں۔ اور اپنے گناہوں کا مقر۔ میں اپنی خطاؤں کی معافی کی امید میں ان لوگوں کے ظلموں کو معاف کرتا ہوں۔ تو ان کی خطاؤں کو بھی معاف فرما اور میرے قصوروں سے بھی درگذر کر۔ اور میرے دل کو صبر کی طاقت دے۔ کہ روح تو خوش ہے۔ مگر جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔

مولوی نعمت اللہ صاحب کی شہادت

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے ان الزامات کے جواب ہیں جو انہوں نے میرے سفر کے متعلق اب تک کئے ہیں۔ آخری بات لکھ کر میں اس تکلیف دہ واقعہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو کابل میں ہوا ہے۔ مولوی نعمت اللہ صاحب کی شہادت معمولی بات نہیں ہے۔ کیونکہ افغانستان کے پہلے فعل اگر جہالت کے ماتحت تھے۔ تو یہ دیدہ دانستہ ہے۔ اب افغانستان کی گورنمنٹ ہمارے اصول سے اچھی طرح واقف ہو گئی ہے۔ اور اس کا یہ فعل نہایت قابل افسوس ہے۔ مگر مسلمان لڑنے کے لئے نہیں۔ بلکہ دنیا کے لئے قربان ہونے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے خیالات کی رو کو صلح اور امن کی طرف پھیرنا چاہیئے۔ نہ کہ بغض اور اور فساد کی طرف۔

بد پر رحم اور بدی سے نفرت

ہمیں یہی تعلیم ہے۔ کہ ہم کو چاہیئے کہ بد پر رحم کریں۔ اور بدی سے نفرت کریں۔ بدی کو مٹائیں۔ اور بد کو بچائیں۔ پس ہمیں افغانستان کی گورنمنٹ۔ اور اس کے فرمانروا کے خلاف دل میں بغض نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ اب بھی ان کو ہدایت دے۔ بے شک یہ کام مشکل ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ کہ صبر مشکل ہے۔ ہمیں جیسا کہ میں تار میں لکھ چکا ہوں اپنی پوری توجہ اس کام کے جاری رکھنے کے لئے کرنی چاہیئے۔ جس کی خاطر مولوی نعمت اللہ صاحب نے جان دی ہے۔ اور ہمیں ان لوگوں کی یاد کو تازہ رکھنا چاہیئے۔ تاکہ ہمارے تمام افراد میں قربانی کا جوش پیدا ہو۔

شہیدوں کے کتبے

میری رائے ہے۔ کہ جس قدر سلسلہ کے شہید ہوں۔ ان کے نام ایک کتبہ پر لکھوائے جائیں۔ اور اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرہانے کی طرف لگوایا جائے۔ تا وہ ہر ایک کی دعا میں شامل ہوتے رہیں۔ اور ہر ایک کی نظر ان کے ناموں پر پڑتی رہے۔ فی الحال اس کتبہ پر مولوی شہزادہ عبد اللطیف صاحب اور مولوی نعمت اللہ صاحب کا نام ہو۔ اگر آئندہ کسی کو یہ مقام عالی عطا ہو۔ تو اس کا نام بھی اس کتبہ پر لکھا جائے۔

تذکرۃ الشہداء

اسی طرح ایک کتاب تیار ہو۔ جس میں تاریخی طور پر تمام شہداء کے حالات جمع ہوتے رہیں۔ تا آئندہ نسلیں ان کے کارناموں پر مطلع ہوتی رہیں۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

افغانستان میں تبلیغ کا سوال

اسی طرح ہمیں افغانستان میں تبلیغ اسلام کے سوال پر خاص غور کرنا چاہیئے۔ وہاں کھلی تبلیغ کا دروازہ تو سر دست بند ہے۔ مگر ہمیں اس ملک کو ایک دن کیلئے بھی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ چاہیئے کہ ہمارے مخلص دوست اپنے اپنے علاقوں میں جا کر وہاں کے با اثر خاندانوں کے نوجوانوں کو ہندوستان میں لاویں۔ پھر قادیان میں ان کو کچھ عرصہ تک رکھا جائے۔ اور ان کو سلسلہ سے واقف کر کے چھ سات ماہ کے بعد ان کے وطن واپس کر دیا جائے۔ جو شخص ایک ماہ بھی قادیان رہے گا۔ اس کا بغیر احمدی ہونے کے واپس جانا بظاہر خلاف توقع ہے۔ اور ہمیں یہی امید کرنی چاہیئے۔ کہ ان میں سے سو فی صدی ہی احمدی ہو کر جائینگے۔ یہ لوگ جب واپس جاویں گے۔ تو اپنے اپنے علاقہ کے لئے مبلغ کا کام دینگے۔ اور صرف اپنے رشتہ داروں میں تبلیغ کرینگے۔ اس طرح چند سال میں ہی ایک معقول تعداد نو احمدیوں کی افغانستان میں پیدا ہو جائے گی۔ یہ ضروری ہے۔ کہ ایسے لوگ مختلف علاقوں اور شہروں سے آئیں۔ تا ایک ہی وقت میں سب طرف احمدیت کا اثر پھیل جائے۔ اس کے لئے ہمیں تین چار آدمی مقرر کرنے چاہئیں۔ جو ہر وقت افغانستان میں چکر لگاتے رہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر افغانستان کے باشندوں میں سے جو اس کام کے پہلے حقدار ہیں۔ اس بات کے لئے آدمی نہ ملیں۔ تو پنجابیوں اور خصوصاً سرحدیوں کو اس کام کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔

چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی کابل جانے پر آمادگی

میں نہایت خوشی سے اعلان کرتا ہوں کہ بغیر اس تجویز کے علم کے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے اپنے نام کو اس لئے پیش کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ میں صرف نام دینے کے لئے ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ پورا غور کرنیکے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ مجھے اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی دلی تڑپ

افسوس کہ میری ذمہ واریاں مجھے اجازت نہیں دیتیں اور نہ میری کوئی بالغ اولاد ہی ہے۔ کہ وہ میری دلی تڑپ کو پورا کرے۔ اسلئے میں خون دل پی کر خاموش ہوں۔ اور چونکہ کسی کو دل کھولکر دکھایا نہیں جاسکتا۔ اس لئے اپنی حالت کا اظہار بھی نہیں کر سکتا۔ ورنہ ؎

خدا شاہد ہے اسکی راہ میں مرنیکی خواہش میں
مرا ہر ذرۂ تن جھک رہا ہے التجا ہو کر

اے عزیزو! اب وقت تنگ ہے۔ اور میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ طبیعت میری ابھی تک بیمار ہے۔ اسہال اور پیچش سے آرام نہیں۔ کھانسی بھی شروع ہے۔ مگر میں اپنے رب کے ہاتھ میں ہوں۔ اور آپ کو بھی اسی کے سپرد کرتا ہوں۔ نعم المولیٰ و نعم النصیر

والسلام

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد

"زمیندار" اور کابل

وہ "زمیندار" جسنے حکومت کابل کے اس ظلم و ستم کی تائید اور حمایت میں جو اسنے شہید ملت مولوی نعمت اللہ خاں پر انکے احمدی ہونیکی وجہ سے کیا۔ سب سے بڑھکر حصہ لیا۔ اور جسکے نزدیک تمام احمدیوں کی کم از کم سزا قتل ہے۔ پھر بھی ہندو مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دیتا ہوا یہ لکھتا ہے کہ جنگل کے درندے ایک سلسلہ میں رہتے ہیں اور اپنی طبعی خونخواری اور فطری خونریزی کے باوجود کبھی ایک دوسرے کو چیرنے پھاڑنے اور ایک دوسرے کو مارنے اور فنا کرنے کے درپے نہیں ہوتے لیکن ہندوستان کے باشندوں کی گذشتہ دو سالہ تاریخ جنگل کے درندوں جیسی باہمی رواداری، مصالحت یا کم از کم آزار و ایذا پہنچانے سے احتراز کی مثال بھی پیش نہیں کر سکتی۔ ۔ ۔ پھر لکھتا ہے :۔ "سطح ارضی کے کسی حصے کے تمام انسان ہر حیثیت سے ہم خیال و ہم آہنگ نہیں ہیں۔ انہیں صدہا اختلافات ہیں۔ وہ صدہا جماعتوں میں منقسم ہیں۔ صدہا فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ لیکن کبھی یہ نہیں سنا گیا۔ کہ ہندوستان کی طرح دنیا کے دوسرے حصوں میں شہر بہ شہر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی لنڈن میں

یہ حالات مکرم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے خط سے مرتب کئے گئے ہیں۔ (ایڈیٹر)

احباب کی بے قراری کا احساس

مجھے اپنے فرائض ادا کرنے کے لئے کم از کم ۱۷ گھنٹہ روزانہ صرف کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جماعت کے احباب ان دنوں حضرت آقا و امام کی جدائی کی وجہ سے پریشان اور مضطر ہیں۔ ان کو حضرت کے حالات اگر ہفتہ وار بھی نہ پہونچیں۔ تو ان کی تکلیف اور افسردگی بہت بڑھ جائے گی۔ پچھلی مرتبہ ڈاک میں میں نے بہت ہی کم کچھ عرض کیا تھا۔ اس کا مجھے بھی قلق اور صدمہ ہے اور افسوس ہے۔ کہ میں کیوں زیادہ مفصل حالات نہ لکھ سکا مگر مجبوری اور معذوری اوپر عرض کی گئی رہی تھی۔ اب میں نے یہی فیصلہ کیا ہے۔ کہ جہاں تک مجھ سے بن پڑے گا اور جو کچھ ہو سکے گا۔ عرض کرتا ہی رہوں گا۔ خواہ وہ رات کے حصوں میں کرنا پڑے یا ڈیوٹی کے اوقات میں چلتے پھرتے یا کھڑے ہوئے ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا برائٹن تشریف لے جانا

۲۹ر اگست کو حضرت خلیفۃ المسیح برائٹن تشریف لے گئے۔ ساڑھے دس بجے کے قریب حضور معہ تمام خدام ہمرکاب و لوکل دوستوں کے وکٹوریہ سٹیشن سے سوار ہوئے۔ کل ۱۲ آدمی کا قافلہ روانہ ہوا۔ اور ۵۲ میل کا سفر طے کرکے گاڑی قریباً ۵۲ ہی منٹ میں جا پہونچی۔ گویا ساٹھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلی۔

ولایت کی تھرڈ کلاس گاڑی

تھرڈ کلاس جس گاڑی کا نام ہے۔ وہ دراصل ہمارے ملک کی سیکنڈ سے بھی بہتر معلوم ہوتی ہے۔ اسی سے فرسٹ کلاس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ کیسی ہوگی۔ سیکنڈ اور انٹر کلاس اس میں نہیں تھا۔ جس میں ہم سوار ہوئے۔

مگر تھرڈ کہنے کو تھرڈ ہے۔ کرایہ میں ہمارے پنجاب کی فرسٹ کلاس کے قریب ہے۔ اس ۵۲ میل کے سفر کے لئے تھرڈ کلاس کا کرایہ جو ہمیں یہاں میں گاڑی کے واسطے فی کس ادا کرنا پڑا وہ شلنگ ۸ پنس تھا۔ گویا کہ فی کس ۔۔۔۔ روپے آمد و رفت۔

برائٹن کے سٹیشن سے ہندوستانی سپاہیوں کی یادگار تک

برائٹن کے سٹیشن سے ہم لوگوں کو ۷ موٹروں کے ذریعہ سے ایک جنگل میں پہنچایا گیا۔ جو نہایت ہی سرسبز اور خوبصورت بنایا گیا ہے۔ یہ علاقہ پہاڑی علاقہ کے مشابہ ہے۔ مگر پہاڑ نہیں۔ صرف مٹی کے تودے ہیں۔ جو زمین کو ناہموار بناتے ہیں۔ اور پہاڑی نظارہ پیش کرتے ہیں۔ مگر باوجود اس نشیب و فراز کے ایک چپہ بھر جگہ ایسی نظر نہیں آتی۔ کہ جس کو بے کار چھوڑ اگیا ہو۔ کسی جگہ کھیتی ہے۔ تو دوسری جگہ سبزہ زار چراگاہیں۔ جن میں بھیڑ اور گائے گھوڑے کھلے کھاتے پیتے پھرتے ہیں۔ کالاٹوپ اور ڈائن کنڈ (یہ ڈلہوزی کے مقام ہیں) کی سبز گھاس کے نظارے اور پھولوں کے تختے بھی نظر آتے تھے۔ انہیں سے گذرتے ہوئے ایک مقام پر پہونچ کر موٹریں کھڑی ہو گئیں اور ہم نے دیکھا۔ کہ ایک موٹر ہم سے پہلے وہاں موجود ہے۔ موٹروں سے اتر کر ایک میل کے قریب چڑھائی کے راستوں کو عبور کرکے ایک احاطہ میں پہونچے۔ جو ہندوستانی سپاہیوں کی یادگار میں قائم کیا گیا ہے۔ اور جو ہندوستانی وفا بہادری اور قربانی کے جذبات کو تازہ کرتا ہے۔ وہاں ایک چبوترہ سنگ سفید کا بنا کر اوپر ایک چھتر نما گول گنبد سا بنایا ہوا ہے جو زمین سے ۸ فٹ کے قریب بلند ہے۔

فوٹو گرافر اور سینما والے

اس جگہ پہونچنے پر معلوم ہوا کہ تین فوٹو گرافر بڑے بڑے بھاری فوٹو کے کیمرے لئے تیار کھڑے ہیں۔ جو بعد میں معلوم ہوا۔ کہ بعض سینما کی کمپنیوں کے ایجنٹ ہیں۔ اور دو معمولی فوٹو گرافر بھی ان کے علاوہ تھے۔ جونہی کہ ہم لوگ حضرت کے ساتھ ساتھ اس چبوترہ کی طرف بڑھے۔ انہوں نے اپنی مشینوں کو چکر دینے شروع کئے۔ اور خدا جانے کیا کیا۔ کہ چلتی پھرتی تصویریں ان کے ہاں بنتی چلی گئیں۔

تقریر اور دعا

حضور اس یادگاری چبوترہ پر کھڑے ہو گئے۔ طریق دعا اور غرض دعا کی تفصیل بتانے کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اور تمام خدام نے بھی حضور کے ساتھ آمین کہی۔ سینما کے فوٹو گرافر اور دوسرے لوگ بھی ہمارے گرد و پیش گھومتے اور اپنا کام کرتے رہے۔ دعا کے بعد حضور نے اس چھتری کے گرد ایک چکر لگایا۔ اور دوسری طرف سے ہو کر سیڑھیوں سے خدام سمیت اتر کر ایک بنگلہ کی طرف گئے۔ جہاں مسافروں کے واسطے چاء وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ چند منٹ ٹھہر کر حضور وہاں سے واپس اپنی موٹروں کے پاس آئے۔ اور تمام ساتھیوں کو لے کر پھر برائٹن کے شہر میں پہونچے۔

عالیشان مکان

وہ بڑا عالیشان مکان جو ہندوستانی سپاہیوں کے معالجہ کی غرض سے بطور ہسپتال استعمال ہوتا رہا ہے۔ اپنی مکانیت عمارت اور سجاوٹ کے لحاظ سے واقعی بہت ہی خوبصورت عمارت ہے۔ اس کے سامنے ایک وسیع چوگان ہے۔ اور دوسری طرف ایک کھلا میدان۔ جس میں نہایت سبز گھاس کا بچھونا ہے۔ اور پاس ہی ایک عالیشان گنبد والا ہال ہے۔ جس کو غالباً تھیٹر یا باجا وغیرہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ایڈورڈ فورتھ نے تعمیر کرایا تھا۔

اس ہسپتال کے دروازہ پر حضور کا استقبال مقامی لوگوں نے اور منتظمین ہسپتال نے کیا۔ اور مکان کے تمام کمرے اور گرد و پیش کی تعمیرات حضور کو دکھائیں اور بعض مقامات پر تفصیل سے حالات عرض کئے۔

نماز جمعہ

چونکہ جمعہ کا دن تھا۔ اور نماز کا وقت ہو چکا تھا حضور نے مینیجر مکان سے نماز کے واسطے جگہ پوچھی۔ اس نے ہسپتال کے جنوب مشرقی جانب کے وسیع سبزہ زار پر فرش بچھوا دیا۔ جس پر ہم لوگوں نے اپنے جاء نماز بچھا کر اذان کہی۔ حضور نے خطبہ پڑھا۔ اور پھر نماز پڑھائی۔ جس کے ساتھ ہی نماز عصر بھی جمع کر لی گئی۔ اس نماز کے بھی لوگوں نے مختلف فوٹو لئے۔ وضو حضرت نے اور حضور کے خدام نے ہسپتال کے زیریں حصہ میں کیا۔ جہاں غسل خانے کے ساتھ پانی کے نل بھی موجود تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا مضمون

نماز سے پہلے حضور نے غربی جانب کے بڑے پورچ میں کھڑے ہو کر وہ ایڈریس اردو میں خود پڑھا۔ جو حضور نے اسی موقع کے واسطے جمعہ کی صبح ہی کو لکھا تھا۔ جس کو لوگوں کے بہت بڑے اژدہام نے توجہ اور محبت سے سنا۔ اور متاثر ہوئے۔ اس کے بعد چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اس کا انگریزی ترجمہ سنایا۔ جس پر بعض دفعہ لوگوں نے ہیر ہیر بھی کیا۔ اور خاتمہ پر خوب تالیاں بجائیں۔ وہ مضمون یہ ہے

برائٹن میں حضرت خلیفۃ المسیح نے کیا کہا

اظہار خوشی

میں اس موقع کے ملنے پر جو مجھے برائٹن کے دیکھنے کا ملا ہے۔ نہایت ہی خوش ہوں۔

ہندوستانی سپاہیوں کی یادگار

برائٹن ہر ایک ہندوستانی کے دل میں ایک ناقابل ضبط جذبات کی لہر پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں ہزاروں ہندوستانی زخمیوں کا جنگ عظیم کے ایام میں علاج کیا گیا اور جہاں کہ ان بہادر سپاہیوں کی یادگار میں جنہوں نے چھ ہزار میل اپنے وطن سے دور آزادی اور انصاف کے لئے جانیں دیں ایک میموریل کھڑا کیا گیا ہے۔ ایک یورپین کے لئے یہ بات معمولی ہو مگر جو شخص ہندوستانی خیالات سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ کتنی بڑی قربانی ہے۔

ہندوستانی سپاہیوں کی عظیم الشان قربانی

ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ کہ ہندوستان کا اکثر حصہ اس امر کا یقین رکھتا تھا۔ کہ ہندوستان سے باہر جانے سے انسان اپنے مذہب اور اپنی قوم سے باہر ہو جاتا ہے۔ ایسے ملک سے لاکھوں آدمیوں کا باہر آنا اور اس یقین سے آنا کہ ان کی زندہ واپسی کا کوئی یقین نہیں ہے۔ ایک بہت ہی بڑی قربانی ہے پس یہ جگہ ہر ایک ہندوستانی کے دل میں ان مرنے والوں کے متعلق احترام اور عزت کے جذبات کو اکساتی ہے۔ اور انصاف اور امن کے قیام کے لئے جان توڑ کوشش کرنے کا ایک مصمم ارادہ پیدا کر دیتی ہے۔

سلطنت برطانیہ سے وابستگی کا جذبہ

مگر اس کے ساتھ ہی برائٹن ایک اور جذبہ بھی ہندوستانی کے دل میں پیدا کرتا ہے اور وہ برٹش ایمپائر سے وابستگی کا جذبہ ہے۔ اختلاف ہم میں ہو سکتے ہیں جھگڑے ہم کر سکتے ہیں لیکن ہندوستان برٹش ایمپائر سے جدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہزارہا بہادر ہندوستانی جن پر ہندوستان بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔ اس ایمپائر کی۔ اور جن امور کیلئے وہ کھڑی ہے۔ ان کی حفاظت کے لئے جانیں دے چکے ہیں اور سرزمین برطانیہ پر ان کی لاشیں مدفون ہیں۔ ابنائے ہندوستان کبھی اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ ان کے بھائیوں نے جس چیز کے لئے جانیں دیں۔ وہ اپنے ہاتھ سے اس کو تباہ کر دیں۔ ہم ملکوں کو تقسیم کر سکتے ہیں۔ مالوں کو تقسیم کر سکتے ہیں مگر ان مردوں کو تقسیم نہیں کر سکتے۔ جنہوں نے ایک غرض اور ایک کام کے لئے اپنے خون بہا دیئے۔

شکریہ

میں کارپوریشن اور تمام برائٹن کے لوگوں کا اور پھر سارے برٹش کا اپنی جماعت کی طرف سے اور تمام ہندوستان کی طرف سے بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو جب وہ امداد اور ہمدردی کے محتاج تھے۔ فراخ دلوں کے ساتھ وصول کیا۔ اور پورا برادرانہ سلوک کیا۔ میں اس آرام کا اندازہ ایک حد تک کر سکتا ہوں۔ جو ہندوستانیوں کو یہاں حاصل تھا۔ کیونکہ خود میری جماعت کے بعض لوگ یہاں بیمار ہو کر آئے تھے۔ اور ان کے خط برائٹن میں ان کے لئے جو آرام کے سامان مہیا تھے۔ اور جس محبت سے ان کی خدمت کی جاتی تھی۔ اس کی تعریفوں سے پُر تھے۔

پرنس آف ویلز کا شکریہ

اور میں خصوصیت سے ہز رائل ہائی نیس پرنس آف ویلز کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ہندوستانی میموریل کا افتتاح کیا۔ اور جو ہز میجسٹی کے بعد سب سے زیادہ برٹش ایمپائر کے لئے کوشاں ہیں۔ اور اسی طرح سے تمام ڈاکٹروں اور نرسوں کا جنہوں نے ہندوستانی مریضوں کے علاج میں حصہ لیا۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔

تعاون کی عظمت

معزز بہنو اور بھائیو! جنگ عظیم نے برادرانہ تعاون کی عظمت کو خوب اچھی طرح سے ثابت کر دیا ہے۔ اور ہر ایک حصہ برطانیہ کا سمجھ سکتا ہے۔ کہ برادرانہ تعاون سے کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کے بغیر بڑی سے بڑی طاقت بھی کس طرح بے بس اور بے کس ہو جاتی ہے۔

دنیا میں جو کچھ تجربہ سے سیکھا جا سکتا ہے۔ وہ محض اصول سے نہیں سیکھا جا سکتا۔ اور برٹش ایمپائر نے تجربہ سے دنیا پر تعاون کی عظمت اور خوبی کو ثابت کر دیا ہے۔ حقیقی لیگ آف نیشنز برٹش ایمپائر ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ برٹش ایمپائر اس نکتہ کو جس پر وہ گل تو پہلے سے کرتی تھی۔ مگر اس کی عظمت کو اس نے اب محسوس کیا ہے۔ نہیں بھولیگی۔

ہندوستان کی امنگیں

ہندوستان جس کا میں ایک خود ہوں۔ بلوغت کی سرحد پر کھڑا ہے اب اسکی امنگوں کو دوسرے نقطۂ نگاہ سے دیکھنا چاہئیے۔ برٹش ایمپائر ایک عظیم الشان تجربہ ہے۔ جس کی کامیابی پر دنیا کی آئیندہ ترقی کا بہت کچھ انحصار ہے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ اپنے ذاتی مفاد یا تعصبات کو نظر انداز کر کے اس کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

برائٹن جس نے ہندوستان کے مردوں کی عظمت کی ہے اور ان کی یاد کو تازہ رکھا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس کے زندوں سے تعلقات بڑھانے میں دوسروں سے آگے رہے گا۔ کیونکہ مردے انہی کاموں سے عزت پاتے ہیں۔ جو انہوں نے زندگی میں کئے تھے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس طرح وہ فی الواقع برائیٹ ٹاؤن بن جائیگا۔ اور صلح اور امن کے لئے شمع بردار کا درجہ حاصل کریگا۔

برٹش ایمپائر کیلئے قربانی

میں اپنی جماعت کی طرف سے جو برٹش ایمپائر کے جھنڈے کے نیچے رہتی ہے۔ ان کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہم برٹش ایمپائر کے قیام کے لئے ہر اک قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارا مستقبل انشاء اللہ ہماری ماضی سے بڑھا رہے گا۔ کیونکہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے لئے یہ اصل قرار دیا ہے۔ کہ جس حکومت کے ماتحت ہم رہیں۔ اس کے ساتھ تعاون کریں۔ اپنے ملک کے خادم رہیں۔ اور سب دنیا سے ہمدردی اور محبت کریں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہندوستان کی دوسری جماعتیں بھی باوجود بعض اختلاف رکھنے کے برٹش ایمپائر کے قیام کی دل سے موید ہیں۔

مکرر شکریہ

میں ایک دفعہ پھر برائٹن اور اس کارپوریشن کا اور مسٹر H. D. Roberts کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس خدمت اور عزت کی وجہ سے جو انہوں نے میرے ملک کے زندوں اور مردوں کی کی۔ اور اس مہمان نوازی کی وجہ سے جس سے وہ مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے پیش آئے۔ اور اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ برٹش ایمپائر کو انصاف۔ امن اور آزادی کے قیام کی توفیق دے۔ اور خدا تعالےٰ ان صفات کے ساتھ اس کے دنوں کو لمبا کرے۔

ایڈورڈ فورتھ کا ہال

نماز جمعہ کے بعد پاس کے ایک رسٹارنٹ میں حضور نے مع تمام خدام کے کھانا تناول فرمایا۔ کل ۱۲ آدمی شریک کھانا تھے۔ اور بل کھانے کا ۶ پونڈ کا ہوا۔ کھانے کے بعد حضرت نے وہ بڑا ہال دیکھا۔ جو ایڈورڈ فورتھ نے بنا کر دیا تھا۔ اس ہال میں دو جگہ پر لکھا ہوا موجود ہے۔ لا غالب الا اللّٰہ اور چاند اور ستارے کا نشان بھی متعدد مقامات پر نمایاں موجود ہے۔ جو مصلحت الٰہی نے نہ معلوم کس مقصد کے لئے لکھا اور قائم رکھا ہے۔

ساحل سمندر کی سیر

اس شاندار اور خوبصورت عمارت کو دیکھنے کے بعد حضور موٹر میں بیٹھ کر سمندر کے کنارے تشریف لے گئے۔ جہاں ہزاروں لاکھوں مرد عورت بچے جوان اور بوڑھے سمندر کے کنارے بیٹھے سیر کر رہے تھے۔ کنارے کو صاف رکھنے کے لئے چھوٹے چھوٹے لاکھوں من وہاں بکھیرے گئے ہیں۔ جن میں سے چلنا ایک شور بپا کر دیتا ہے۔ گول گول پتھر اخروٹ کے برابر کے ریت کی جگہ بچھائے ہوئے ہیں۔ چلنے میں پاؤں ٹخنوں تک اندر گھس جاتا ہے۔ اور آواز کا ایک شور اٹھتا ہے۔

سمندر کی موجوں میں عموماً بچے کھیلتے اور نہاتے نظر آتے تھے۔ کوئی کوئی عورت بھی تھی۔ متوسط عمر کے لوگ کنارے پر بیٹھے ہوئے مطالعہ یا سیر میں مصروف تھے۔ ہر دوار کے میلہ کا سا رنگ نظر آتا تھا۔ اور بڑی چہل پہل تھی۔

سمندر کے اندر نصف میل کے قریب لمبا ایک پلیٹ فارم لکڑی کا بنا کر اس میں مختلف اقسام کے کھیل تماشے بنائے گئے ہیں۔ حضور نے یہ مقام نہ دیکھا۔ اور کسی دوسرے قدرتی منظر کی طرف تشریف لے گئے۔

واپسی ہم ۵ بجکر ۳ منٹ کی گاڑی پر برائٹن سے لنڈن کو

واپس روانہ ہوئے۔

برائٹن کی کیفیت برائٹن کی آبادی ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ شہر نہایت خوبصورت اور مُصفّا باقاعدہ بنا ہوا ہے۔ نشیب و فراز میں عمارات کی قطاریں بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ اور درمیان میں سے سڑکوں اور درختوں کی قطاریں بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ ٹرام۔ موٹر اور کچھ گھوڑا گاڑیاں بھی چلتی ہیں۔ لوگوں کو اپنے اس قصبہ کی خوبصورتی پر فخر ہے۔ اور ہر شخص ہم سے اس کی خوبصورتی کی داد چاہتا تھا۔ جس سے دو لفظ کلام کرنے کا موقع ملا۔ اسی نے پوچھا کہ ہمارے قصبہ کو آپ نے کیسا پایا؟

یورپین شہروں کی خوبصورتی اٹلی میں سے گذرتے ہوئے اور روما کے شہر کو دیکھ کر میں نے لکھا تھا۔ کہ یہ شہر نہایت ہی خوبصورت ہے۔ اور شاید کہ اس کا نظیر اور یورپ میں نہ ہو گا۔ مگر جوں جوں یورپ کے اندر گھسے۔ اور قدم یورپ کے وسطی حصہ کی طرف بڑھتا گیا پچھلی خوبصورتی کم ہوتی گئی۔ اور اگلا حصہ پچھلے سے بہت نمایاں طور پر بڑھا ہوا پایا گیا۔ فرانس کا شہر پیرس جس میں سے صرف ہم لوگ موٹروں پر سے گذرے تھے۔ بہت ہی خوبصورت معلوم دیتا تھا۔ اس کے سبزہ زار۔ اس کی باقاعدہ کھیتیاں اس کے باغات۔ اس کے چراگاہ جن میں کثرت سے گائے گھوڑے اور موٹی بھیڑیں چرتی تھیں۔ نہایت دلکش منظر دکھاتے تھے۔ مگر جونہی کہ اس چھوٹے سے جزیرہ جزیرہ برطانیہ میں قدم رکھا۔ اس کی شان اور آن بان نرالی ہی پائی۔

مکان کا ایک ڈیزائن۔ بلاک۔ چوک اور سڑکوں کی عمدگی۔ روشوں کی خوبصورتی اور باقاعدگی۔ سبزے جنگل اور کھیتوں کی سجاوٹ باغات اور آبادی کی وضعداری بہت ہی خوبصورت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارا ملک ہی لارنس گارڈن ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر۔ نہ معلوم ان لوگوں نے کتنی محنت اور کیسی جانفشانی اور کتنے عرصہ کی لگاتار اَن تھک کوششوں سے اپنے ملک کو ایسا خوبصورت بنایا ہے۔ حقیقتاً یہ ملک نہیں۔ صرف ایک باغ ہے۔ باغ بھی معمولی نہیں۔ بلکہ نہایت شاندار اور خوبصورت۔

گاڑیوں کی کثرت برائٹن سے واپسی پر میں نے خود گنا۔ کہ ایک گھنٹہ کے عرصہ میں ہمیں ۲۳ ریل گاڑیاں اس سمت کو جاتی ہوئی دکھائی دیں۔ جدھر سے ہماری گاڑی آرہی تھی۔ یہ تو وکٹوریا سٹیشن سے جاتی تھیں۔ دوسرے سٹیشنوں سے خدا جانے کتنی جاتی ہونگی۔ زمین تلے کی ریلوں میں ہم نے دیکھا ہے۔ کہ قریباً ہر منٹ یا دوسرے منٹ بعد گاڑی آن موجود ہوتی ہے۔ سٹیشن پر جاکر کھڑے ہوں تو یا کوئی گاڑی کھڑی ہو گی یا جاتی نظر آویگی یا آتی گاڑی کی آواز کان میں پڑیگی۔

زمین کے نیچے دو حصوں میں گاڑیاں چلتی ہیں ایک تھوڑی گہرائی پر۔ دوسری زیادہ گہرائی پر۔ خدا جانے اتنی مخلوق یہاں آ کہاں سے گئی ہے کہ دن رات اس قدر گاڑیاں چلتی ہیں۔ اور چلتی ہی رہتی ہیں۔

دن رات سواریوں کی بھرمار ریل گاڑی کے سوا موٹریں۔ موٹر لاریاں بسّ (ایک قسم کی دو منزلہ خوبصورت بڑی موٹر) اس کثرت سے چلتی ہیں۔ کہ باوجود نہایت اعلیٰ بلکہ اعلیٰ ترین انتظامات اور لوگوں کے واقف کار اور عادی ہونے کے سنا گیا ہے۔ کہ یہاں اوسطاً ۶ موتیں موٹروں کی وجہ سے روزانہ ہو جاتی ہیں۔ بازار کے ایک طرف سے دوسری طرف جانے کے لئے نہایت چوکنا ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا پھر پولیس مین (جو واقع میں نہایت شریف اور نہایت ہوشیاری سے اپنی ڈیوٹی پر کھڑا ہوتا ہے۔) کے ہاتھ یا انگلی کے اشارے سے انسان سڑک عبور کر سکتا ہے۔ ورنہ سڑک کا عبور کرنا کارے دارد۔

پولیس مینوں کی تعریف پولیس مین کیسے ہوشیار اور فرض شناس ہیں۔ اس کی میں تعریف نہیں کر سکتا۔ کاش! پنجاب کو بھی ایسی ہی پولیس نصیب ہو۔

پولیس مین کے اشارے پر بیسیوں موٹریں فوراً کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اور نہیں چلتیں۔ جب تک اجازت نہ دے۔ اور وہ بھی کوئی جبر یا زیادتی نہیں کرتا۔ نہایت حکمت اور ترتیب سے ادہر اُدہر جانے والی موٹروں کو پاس کرتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت ۳۰ر اگست۔ کل برائٹن کے کھانے کی وجہ سے یا کسی اور باعث سے حضور کو پھر پیچش کی شکایت ہو گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی سیر حضور کی سیر اتنے دن کیا رہی ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ بعض دن شام کی نماز کے بعد اندھیرے میں ہائیڈ پارک تک جاکر پھر کھلی سڑک کے بازاروں کبھی دریا کے کنارے۔ کبھی پارک کی جھیل کے کنارے دو دو گھنٹہ تک تیزی سے چلتے جاتے تھے۔ ساتھی بعض اوقات بہت ہی تھک جاتے تھے گیارہ بجے کے بعد حضور تشریف لاتے تھے۔

آج کی سیر ۶ بجے کے بعد ہوئی۔ سیر سے پہلے حضور کی خدمت میں بعض لوگ ملاقات کو آئے۔ جن سے ملاقات کرکے بعد ۶ بجے کے سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ ہائیڈ پارک میں جاکر جھیل میں حضور نے ایک کشتی لی۔ جس کو خود چلاتے تھے۔ اور دوسری کشتی میں دوسرے ساتھی سوار تھے۔ شام کی نماز مکان پر آکر ادا کی۔ کھانے کے بعد عشاء کی نماز ہوئی۔ اور پھر حضور نے یہاں کی مجلس مشاورت قائم کی۔

برائٹن کے ایڈریس کا اخبارات میں ذکر حضرت صاحب کے ایڈریس برائٹن کے متعلق بعض اخبارات میں ذکر ہوا۔ برائٹن کے اخبار میں بھی اور لنڈن کے اخبارات میں بھی۔

دو خواتین کا قبول اسلام ۳۱ر اگست۔ حضور کی طبیعت کل سے بھی زیادہ خراب رہی۔ اور دوپہر تک اپنے کمرہ ہی میں لیٹے رہے۔ کھانا بھی سوائے دو چار چمچے ساگودانہ کے کچھ نہ کھایا۔ مسز ڈین اور اس کی بہن نے حاضر ہو کر بیعت کی۔

قادیان کے حالات کا اثر قادیان کا تار جس میں ہیضہ کی شکایت تھی۔ اور بعض مخلصین کی وفات کا ذکر بھی تھا۔ حضرت کے حضور ۲۹ر کی شام کو پہنچا تھا۔ جبکہ حضور برائٹن سے واپس تشریف لائے تھے۔ اس تار کا بھی حضور کی طبیعت پر اثر تھا۔ یہ بھی کچھ بیماری کا باعث ہو گیا۔

ملاقاتیں آج بھی حضور کی ملاقات کے لئے بعض لوگ حاضر ہوئے۔ اور حضور نے باوجود تکلیف کے ان لوگوں کو باریاب فرمایا اور تبلیغ کی۔ مسز ڈین اور اس کی بہن کو بھی حضور نے بوقت بیعت بہت تبلیغ کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح سپر چوسٹوں کے ہال میں آج حضور سپر چوسٹوں کے ہال میں تشریف لیگئے ایک عورت نے خدا کی ہستی اور انسانی تعلقات پر لیکچر دیا۔ ایک حد تک اچھا لیکچر تھا۔ مگر وہ روح انسانی ہی کو خدا سمجھتے ہیں۔ بعد میں ایک عورت نے روحیں بلانی شروع کیں۔ اور ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگی کہ لوگ سمجھیں کہ واقعی اس پر کوئی روحیں آئی ہیں۔ اور وہ ان کا حلیہ بیان کر رہی ہو۔ ابتداء سے انتہا تک حضور نے ساری کارروائی دیکھی جلسہ کے خاتمہ پر ایسوسی ایشن کے بڑے کارکن حضور سے ملے۔ اور حضور کی رائے پوچھی۔ حضور نے فرمایا کہ آخری حصہ سے تو ہم لوگ بالکل اتفاق نہیں کرتے۔ البتہ پہلی لیڈی کا لیکچر ایک حد تک معقول تھا۔ خدا بولتا ہے۔ اور انسان سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ خود مجھ سے بھی بولتا ہے۔ اور میں نے خدا کی آواز سُنی ہے۔

حضور کی ان باتوں سے اور عرفانی صاحب کی بعض باتوں سے جو انہوں نے انگریز مرد اور عورتوں سے کیں۔ اکثر لوگوں کا حضور کی طرف خیال ہو گیا۔ اور وہ محبت اور تعجب سے حضور کی باتیں سنتے رہے۔ انجمن والوں نے حضور سے درخواست کی۔ کہ پھر بھی حضور ہمارے جلسہ کو رونق بخشیں ؛

اخبارات کے نمائندوں سے ملاقات یکم ستمبر کو دوپہر کے کھانے کے بعد دو تین آدمی حضور کی ملاقات کی غرض سے آئے۔ جو بعض اخبارات کے نمائندے یا رپوٹر تھے۔ حضور نے ان سے ملاقات کی۔ اور نمازیں ۱ بجے کے بعد جمع کر کے ادا کیں۔ اور آج بھی سیر کو تشریف نہ لے جاسکے ؛

کچھ لنڈن کے متعلق لنڈن کا شہر اس قدر وسیع ہے۔ کہ اس کی ابتداء اور انتہاء کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ ۷۰ لاکھ انسان اس میں بستے ہیں۔ میلوں میل باغات اور سیر گاہیں۔ تماشا کے طور پر آبادی کے درمیان بنائی گئی ہیں۔ دریا اور جھیلیں اس کے درمیان سے نکلتی ہیں۔ اور گراؤنڈ اور انڈر گراؤنڈ۔ ٹیوب لائینز کی سینکڑوں ٹرینیں ایک ایک دو دو منٹ کے بعد چلتی ہیں۔ بیسیوں سٹیشن اور بیسیوں ہی جنکشن سٹیشن ہیں۔ ہزاروں بس باقاعدہ شہر کے اندر گھومتی ہیں۔ لاکھوں کار اور ٹیکسیاں ہیں۔ جن کی کوئی حد و حساب ہی نہیں۔ تجار۔ ٹھیکہ دار۔ روٹی والا۔ دودھ والا۔ گوشت والا۔ جنرل مرچنٹ۔ کوئلہ والا۔ سبزی فروش۔ فروٹ مرچنٹ۔ غرض ہر پیشہ و کام والا اپنی موٹریں رکھتا ہے۔ دھوبی کی بھی موٹریں ہیں۔ چمار بوٹ ساز کی بھی موٹریں ہیں۔ لوہار اور ترکھان اور معمار بھی موٹریں رکھتے ہیں۔ ادھر آپ نے مکان سے فون کیا۔ ادھر اس نے موٹر میں سامان رکھا۔ اور آپ کے دروازہ پر حاضر ہو گیا۔ ہزاروں گھوڑا گاڑیاں ہیں۔ لاکھوں چھکڑے ہیں۔ جو دن رات کام کرتے ہیں۔

شہر کی وسعت کا اندازہ لگانے کے لئے ایک بات ہی کافی ہو گی۔ اور وہ یہ کہ ایک ستر سالہ بڈھا آدمی انگریز۔ پاگل نہیں ہوشیار سمجھ دار اور کاروباری آدمی جو لنڈن ہی میں پیدا ہوا۔ اور لنڈن ہی میں دن رات کاروبار کرتا ہے۔ اس کو بھی اگر اپنے محلہ یا خاص خاص مشہور مقامات کے علاوہ کسی دوسری جگہ جانا پڑے۔ تو پولیس مین یا کسی محلہ دار سے پوچھنا پڑے گا۔ یا اگر اس کو نقشہ کی واقفیت ہے۔ تو نقشہ کی مدد سے وہاں پہونچ سکے گا۔ ایسا شخص بھی اگر ان چیزوں کی امداد کے بغیر کسی جگہ جانے کی کوشش کرے۔ تو ناممکن ہے یقیناً بھولتا اور ٹھوکریں کھاتا پھرے گا ؛

ہمارے مبلغین جن میں سے بعض کو پانچ پانچ سال یہاں رہتے ہو گئے ہیں۔ ان سے جب کبھی کسی مقام کا راستہ معلوم کیا گیا۔ تو انہوں نے عذر ہی کیا۔ اور کہہ دیا۔ کہ پوچھتے چلے جانا۔ پولیس مین سے دریافت کریں۔ ہمیں واقفیت نہیں ہے۔ وہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر ہم لوگ ایک مکان پر بیس مرتبہ بھی جا چکے ہیں۔ تو بھی وہ ہمارے واسطے نیا ہے۔ جب جاتے ہیں۔ اس مکان کا رخ بدلا ہوا ہی نظر آتا ہے ؛

الغرض لنڈن کا شہر شہر نہیں۔ بلکہ ایک ملک ہے۔ جس میں مسلسل آبادی چلی گئی ہے۔ اور مکانات کی کثرت اور یکرنگی اور بازاروں سڑکوں اور چوکوں کی مشابہت ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ انسان بے پوچھے کسی جگہ نہیں جا سکتا۔ مگر اس کے ساتھ ہی صفائی اور انتظام بھی کمال کا ہے۔ سڑکوں پر پتہ تک گرا ہوا نظر نہیں آتا۔ بعض جگہ بس کے ٹکٹوں کے سوا (ان کو بھی ممکن سے ممکن جلدی اٹھا لیا جاتا ہے) جو لوگ بسوں سے اترتے ہوئے سڑک پر ڈال دیتے ہیں۔ کچھ کہیں گرا ہوا نظر نہیں آتا۔ شہر باوجود ایسا آباد ہونے کے بالکل خاموش معلوم ہوتا ہے ہمارے محلہ میں ہزاروں مکان ہیں۔ اور سب آباد ہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب خالی اور بند پڑے ہیں۔ دروازہ کھول کر بیٹھنا یہاں معیوب ہے۔ بات کرتے ہیں۔ تو بہت آہستہ۔ چلنے پھرنے اور کاموں میں ایک ترتیب۔ انتظام اور وقار نظر آتا ہے۔ موٹروں اور گاڑیوں کو بھی ایسا بنا دیا گیا ہے کہ شور بہت کم ہوتا ہے۔

نمائش گاہ کا ملاحظہ پچھلے منگل کے دن حضرت صاحب ویمبلے کی نمائش گاہ دیکھنے کو تشریف لے گئے تھے۔ اور کل حضرت میاں شریف احمد صاحب گئے تھے۔ ویمبلے ایک پارک ہے۔ اس میں نمائش کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے اس کا نام ویمبلے کی نمائش رکھا گیا ہے

خوش اخلاقی اور فرض کی ادائیگی ریل گاڑیوں۔ بسوں اور موٹروں والے غلاموں کی طرح آپ کے احکام کی تعمیل کریں گے۔ پوسٹ آفس یا دوسرے دفاتر میں جائیں وہاں زیادہ تر عورتیں ہونگی۔ مگر ہمارے ملک کے بد مزاج مردوں سے ہزارہا گنا اچھی ہیں۔ محبت اور نرمی سے دوسرا کام چھوڑ کر بھی آپ کے حکم کی تعمیل کریں گی۔ اور اگر اس کا کام نہیں۔ تب بھی وہ آپ کا کام دوسرے سے کرا کر دے گی ؛

یہاں کے ڈاک خانہ میں مجھے ڈاک لانے اور لے جانے کا کام ملا ہوا ہے۔ ڈاک خانے والے ہمیشہ ہی خوش اخلاقی سے ملتے ہیں۔ بنڈل ان کے ہاتھ میں دے کر الگ کھڑا ہو جاتا ہوں۔ پتہ دیکھنا وزن کرنا۔ محصول بتانا۔ بلکہ خود ہی ٹکٹ چسپاں کر کے رسید دینا سب کام خود کرتے ہیں۔ اگر کبھی رسید بھول جاؤں۔ تو دوسرے دن دے دیا کرتے ہیں ؛

کام کرنا اور محنت اور دیانت داری سے کرنا۔ اوقات کی پابندی سے کرنا۔ کام کرنے میں عار نہ کرنا۔ افسروں کی فرمانبرداری کرنا۔ اور ایک دوسرے کا تعاون کرنا۔ ان لوگوں سے سیکھنا چاہیئے۔ تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرتے ہیں ؛

عورتوں کی حیاداری بازار میں نکلیں۔ تو عورتیں ہی عورتیں زیادہ نظر آتی ہیں نہ معلوم یہاں عورتیں ہیں ہی زیادہ یا مرد چھپے بیٹھے رہتے ہیں۔ نظر زیادہ عورتیں ہی آتی ہیں۔ مگر میں نے نہیں دیکھا۔ کہ کوئی عورت بے حیائی سے یا گستاخی سے کسی کو گھورتی ہو۔ ہم لوگ یہاں عجوبہ ہیں۔ اور حقیقۃً ان لوگوں کے لئے تماشا ہیں۔ بعض کیا اکثر ہمیں دیکھتی ہیں۔ مگر ان کا دیکھنا ایسا چند بار نہ ہوتا ہے۔ کہ اس کی نظیر نہیں۔ حتیٰ کہ بعض تو ہمارے ملک کی پردہ دار عورتوں سے بھی زیادہ حیا اور غض بصر سے کام لیتی ہیں ؛

اگر انکے دلوں میں ذرہ بھی ایمان کی چنگاری داخل ہو جائے۔ تو انشاء اللہ بہت جلد ان میں پوری غض بصر کا نظارہ دیکھا جا سکتا ہے خدا کرے۔ کہ جلد تر یہ لوگ اسلام اور حقیقت اسلام کو سمجھیں ؛

لنڈن میں دعا لنڈن میں کھانے کے بعد عموماً دو دو فقرہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاتی ہے ؛

کھانے کا خرچ ہمارے پہلے عشرہ۔ کا بل

۳۱ر اگست تک - صرف کچن کے متعلق ۷۴ پونڈ کا آیا ہے - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے دستر خوان پر اوسطاً روزانہ ۲۵ آدمی کا کھانا آتا ہے - جن میں سے دیسی طریق اور دیسی کھانا ۱۹ کس کے واسطے ہوتا ہے - جو رحم دین تیار کرتا ہے - روٹی بازار سے آتی ہے - باقی ۶ کس کا کھانا انگریزی طرز کا ہوتا ہے - جن میں ۴ نوکر ہیں - اور ۲ صاحب - چودھری ظفر اللہ خاں صاحب اور ایک ان کے دوست ہیں جرمن مسٹر آسکر - نوکر لوگ وہی کھانا کھاتے ہیں - بلکہ اس سے بھی اعلیٰ قسم کا کھاتے ہیں - جو ہمارے چودہری صاحب کو ملتا ہے - چائے کا تو کوئی حساب ہی نہیں جتنی مرتبہ چاہیں پیئیں - اور جو چاہیں کھائیں -

اخراجات کی زیادتی

بعض دوستوں نے لنڈن پہنچتے ہی کپڑے دھونے کو دیدئے جب بل آیا - تو سب کی آنکھیں کھلیں - اور سب نے عہد کیا - کہ آیندہ حتی الوسع کپڑے دہلانے میں محتاط رہیں گے - میں اٹلی کے شہر روما کا ڈرا ہوا تھا - وہاں ململ کا کرتہ دہونے کو دے بیٹھا تھا - ۶ر کے پیسے لے لئے - اور کرتہ پھاڑ کر بھیجدیا - جو میں نے صرف ایک ہفتہ پہنا تھا - اور ایسے کرتے ایک پیسہ کے صابن سے ہم لوگ ۴ دہو سکتے ہیں اس خوف کے مارے میں نے تو لنڈن میں کوئی کپڑا نہ دیا - جنہوں نے دئے - وہ حیران ہوئے - کہ کپڑے لیں یا مزدوری میں دہوبی کو ہی دے دیں - صرف ایک سفید پاجامہ کی دہلائی عمر لگاتی ہے - (۲ شلنگ)

چودہری ظفر اللہ خان صاحب کو مبارکباد

۲۱ر ستمبر حضور رات کو قریباً تین بجے تک مضمون سنتے رہے - چودہری ظفر اللہ خان صاحب اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے بہت ہی قابل مبارکباد ہیں - کہ جن سے اللہ تعالیٰ ایسے عظیم الشان تبلیغی کام لے رہا ہے اور ان کے والدین اور بھی زیادہ لائق تحسین اور قابل مبارکباد ہیں - جن کو اللہ تعالیٰ نے ایسا خادم دین بچہ دیا - چودہری صاحب موصوف پانچ چھ دن سے دن رات ترجمہ کے کام میں مصروف ہیں - گو وقت کی تنگی کی وجہ سے ترجمہ کرنے میں جلدی کر رہے ہیں - اور زیادہ توجہ اور فکر کا موقع نہیں ملتا - مگر خدا نے ایسا ملکہ دیا ہے - کہ اہل زبان لوگ بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے - برائٹن میں حضور نے جو ایڈریس پڑھا تھا - اس مضمون کو برائٹن کے دو اخبارات نے پورا پورا شائع کیا ہے - اور چودہری صاحب کی انگریزی کی بڑی تعریف کی ہے -

مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت کی خبر

ٹھیک پونے چار بجے ہیں - کہ ایک تار ارجنٹ قادیان سے پہنچا جس نے اس حقیقت کو آشکار کیا - اور اس ظلم کی کہانی کو ہم تک پہنچایا - جو سرزمین کابل میں ۳۱ر اگست ۱۹۲۴ء کے دن ایک خون ناحق کے رنگ میں واقع ہوئی ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون فصبر جمیل واللہ المستعان انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ -

ظالم مظلوموں کو قتل کر کے حق کو مٹانا چاہتے ہیں مگر یقین رکھیں - کہ ان مظلوموں کے خون کا ایک ایک قطرہ لاکھوں طالبانِ حق پیدا کر کے رہیگا -

حضور کی طبیعت کئی دن سے پہلے ہی کمزور اور ناساز تھی سیر تک کو گھر سے نہ نکل سکتے تھے - کہ پیچش کی شکایت بڑھ نہ جائے - آج اس صدمہ نے حضور کے قلب پر کیا اثر کیا ہوگا - اس کا علم اللہ ہی کو ہے - مگر ہم جانتے ہیں - کہ یہ لوگ بڑے ہی مہربان اور ہمدرد ہوتے ہیں - غلاموں کے ایک کانٹے کی تکلیف ان کو دوبھر گذرتی ہے - چہ جائیکہ ان کا ایک غلام - ہاں بے گناہ اور معصوم خادم - خادم دین ایسا خادم جس نے حق کے لئے جان تک کی پروا نہ کی - اس کے قتل کی اچانک خبر حضور کو پہنچی -

قادیان کی ڈاک

آج قادیان سے ۲۰ر اگست کی چلی ہوئی ڈاک کے دو تھیلے حضرت کے حضور پہنچے ہیں - جن میں احباب کے بہت سے خطوط ملے ہیں - مگر مولوی نعمت اللہ خان شہید کی شہادت کی خبر کی وجہ سے ہندوستانی ڈاک نے آج کوئی لطف نہیں دیا - اور ایک لمبے عرصہ کی انتظار کے بعد آنے والے خطوط سے کوئی خاص خوشی حاصل نہیں ہوئی - فقط -

اخبار "مدینہ" کا افسوس

اخبار "مدینہ" نے ۷ ستمبر کے پرچہ میں مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا -

"اگر امیر صاحب نے محض تعصب کی بناء پر ایسا کیا - تو ہم بھی احمدی جماعت کے افسوس اور ماتم میں سچے دل سے شریک ہونے کیلئے تیار ہیں"

لیکن حیرت ہے - کہ اب جبکہ کابل کے سرکاری اخبار سے یہ ثابت ہو گیا ہے - کہ اس کی گرفتاری کی وجہ سوائے احمدیت کے کچھ نہیں - تو مدینہ مسخرہ پن پر اتر آیا ہے - سمجھ میں نہیں آتا ایسے لوگوں کی ضمیر کو کیا ہو گیا ہے

اشتہارات

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے اعلیٰ دفاتر کی جدید تنظیم

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے اعلےٰ دفاتر ملا کر ایک صدر دفتر بنایا گیا ہے۔ دفاتر کی جدید تنظیم حسب ذیل ہے۔

نام دفتر	پتہ جس پر خط و کتابت کرنی چاہیئے	افسران اعلےٰ کے موجودہ عہدے	افسران اعلےٰ کا مخفف پتہ	تار کا پتہ
ایجنٹ	ایجنٹ	ایجنٹ	اے۔جی۔ٹی A.g.t	نوورکا Noverca
ٹریفک مینجر اوپریٹنگ و کورننگ سپرنٹنڈنٹ	ایجنٹ اوپریٹنگ	چیف اوپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ	سی۔او۔پی۔ایس C.O.P.S.	ناروسٹ Norwest
ٹریفک مینجر کمرشیل	ایجنٹ کمرشیل	چیف کمرشیل مینجر	سی سی۔ایم C.C.M.	
چیف انجنیر	ایجنٹ وے اینڈ ورکس	چیف انجنیر	سی۔ای۔این C.E.N.	
لوکو سپرنٹنڈنٹ کیرج اینڈ ویگن سپرنٹنڈنٹ	ایجنٹ میکنیکل	چیف میکنیکل انجنیر	سی۔ایم۔ای C.M.E.	

دفاتر چیف آڈیٹر (سی۔اے) و کنٹرولر آف سٹورز (سی۔او۔ایس) کو موجودہ تنظیم سے مستثنےٰ کیا گیا ہے۔ اور ان کے مختلف تار کے پتوں میں بھی کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اور وہ یہ ہیں:۔

چیف آڈیٹر	نارتھ ویسٹرن ریلوے	(NOVERAUD) تار کا پتہ	نووراڈ
کنٹرولر آف سٹورز	نارتھ ویسٹرن ریلوے	(Stores . Lahore)	سٹورس لاہور

۱۸ ستمبر ۱۹۲۴ء

سی۔ واٹسن۔ لفٹننٹ کرنل۔ آر۔ ای
ایجنٹ

نوٹس

نارتھ ویسٹرن ریلوے کی ڈویژنل تنظیم

نارتھ ویسٹرن ریلوے کی جدید تنظیم بلحاظ ڈویژن یکم ماہ اکتوبر ۱۹۲۴ء سے جاری ہوگی۔ بجائے موجودہ ضلعوں کے ریلوے لائن سات مندرجہ ذیل قسمتوں میں تقسیم کی جائیگی۔ کلیم (معاوضہ) اور ریفنڈ (روپیہ واپس کرنے) کے موجودہ طریقہ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاوے گی۔ جملہ خط و کتابت متعلقہ امور بالا صاحب ایجنٹ کمرشیل لاہور کے نام ہونی چاہیئے سوائے کلیمز متعلقہ کراچی۔ کوئٹہ و شملہ کے جن کے بارے میں خط و کتابت مندرجہ ذیل افسران کے پتہ پر ہوگی:

ڈویژنل کمرشیل اوفیسر . . . . کراچی
ڈویژنل ٹرانسپورٹیشن افیسر . . . . . . کوئٹہ
اسسٹنٹ ٹرانسپورٹیشن افیسر . . . . . شملہ

دیگر امور کے بارے میں جملہ خط و کتابت بنام ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ معہ نام دفتر متعلقہ یعنی "اپریشن" "کمرشیل" "رولنگ سٹاک" "وے اینڈ ورکس" ہونی چاہیئے

راولپنڈی ڈویژن لائن کا وہ حصہ جو کہ بھکر (بہ استثناء بھکر) جھنگ گھسیانہ اور لالہ موسےٰ کے شمال و مغرب میں واقع ہے:۔

لاہور ڈویژن از لالہ موسےٰ (بہ استثناء لالہ موسےٰ) تا لدھیانہ (بہ استثنا لدھیانہ)
از لاہور تا منٹگمری (بہ استثنا منٹگمری)
سیالکوٹ۔ جموں۔ نارووال برانچ۔
پٹھانکوٹ برانچ:۔
از رائے ونڈ تا بھٹنڈہ بہ استثناء فیروزپور چھاونی بشہر اور بھٹنڈہ:۔

سہارنپور ڈویژن از لدھیانہ تا دھلی۔
از بھٹنڈہ تا دھلی۔
از بھٹنڈہ تا راجپورہ۔
کیتھل و جیند شہر برانچز۔
کالکا شملہ ریلوے۔

فیروزپور ڈویژن از فیروزپور چھاونی تا میکلوڈ گنج
از فیروزپور چھاونی تا ہوشیارپور بہ استثنا جالندھر شہر:۔
از فیروزپور چھاونی تا جالندھر چھاونی (بہ استثنا جالندھر چھاونی)
از فیروزپور چھاونی تا لدھیانہ (بہ استثنا لدھیانہ)
مکیریاں برانچ:۔
جیجوں دوآبہ برانچ:۔

الفضل آجکل احمدی غیر احمدیوں میں بڑی توجہ سے پڑھا جاتا ہے۔ اشتہار دینے والے فائدہ اٹھائیں:۔

از بھٹنڈہ (بہ استثنا بھٹنڈہ) تا سمہ سٹہ (بہ استثنا سمہ سٹہ)
از امرتسر تا پاکپٹن بہ استثنا امرتسر و قصور۔
از لدھیانہ تا حصار۔
از منٹگمری تا خانپور (بہ استثنا خانپور)
از لودہراں تا سکھر۔
از شورکوٹ روڈ تا جھنگ مگھیانہ (بہ استثنا مگھیانہ)
از خانیوال تا وزیر آباد (بہ استثنا وزیر آباد)
از شورکوٹ روڈ تا شاہدرہ۔ (بہ استثنا شاہدرہ)
از خانیوال تا شیر شاہ۔
از سانگلہ ہل تا چیچو کی ملیاں۔
از لودہراں تا میلسی۔

کوئٹہ ڈویژن لائن جو کہ جیکب آباد (بہ استثنا جیکب آباد) کے شمال و مغرب میں ہے۔ معہ نوشکی ایکسٹنشن ریلوے۔

کراچی ڈویژن از کیماڑی تا خانپور و جیکب آباد معہ بدیں چاچراں۔ دودا پور اینڈ کشمور برانچز۔

سی والٹن۔ لفٹنٹ کرنل۔ آر۔ ای ؛
ایجنٹ
۲۶-۹-۲۴

جوہر شفا ؛ نئی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار دکھانسی خشک و تر بلغم خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید قیمت نہایت کم۔ یعنی روپیہ کو بھی منت نفیتولہ بکار علاوہ محصولڈاک جو ایک ماہ کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اسکا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

المشتہر:۔ ایس عزیز الرحمٰن۔ قادر بخش انجنیئر۔ قادیان ؛

ایک باموقعہ پختہ مکان

جو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے پاس بجانب شمال واقع ہے۔ بعض خاص مجبوریوں کے باعث فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ مکان کا طول و عرض ۵۰ × ½۲۸ ہے۔ جس میں ایک بڑا کمرہ ہے۔ دو متوسط اور ایک چھوٹا۔ اور ایک وسیع برآمدہ ہے۔ تمام کا تمام پختہ ہے۔ جو محض اپنی رہائش کے لئے حال ہی میں بنوایا گیا تھا۔ ایک طرف دس فٹ گلی ہے۔ اور ایک طرف ۲۰ فٹ کی۔ موقع نہایت عمدہ اور کھلی جگہ پر ہے۔ ہائی سکول کے بالکل قریب ہے۔ قیمت تین ہزار روپیہ ہے ؛

پتہ:۔ ہم۔ ا معرفت کتاب گھر قادیان

مختصر ضروری خبریں

ایران پر ترکمانوں کا حملہ اخبار پائونیر کا نامہ نگار مقیم مشہد برقی پیغام کے ذریعہ اطلاع دیتا ہے کہ گیارہ ستمبر کے بعد ۲۰ ستمبر کو مشہد و طہران کے سلسلہ تار برقی کا افتتاح ہوا۔ ۲۵ ستمبر کو حملہ آور ترکمان لائن کو کاٹ کر پسپا ہو گئے۔ حکومت کی فوج نے دس ترکمان مار ڈالے۔ نردین درہ کے قریب جھڑپ ہوئی تھی۔ ترکمانوں کو شکست ہوئی۔ ابھی تک ملک میں امن قائم نہیں ہوا۔

طائف کے قریب شدید جنگ پورٹ سوڈان ۲۷ ستمبر۔ عساکر حجاز نے ۲۰ ستمبر کو طائف پر قبضہ جمانے کے لئے پیش قدمی کی۔ لیکن انہیں پسپا ہونا پڑا۔ ان کو قبائل کی طرف سے کوئی مدد نہیں ملی۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ کہ مکہ کی مدافعت نہایت کمزور ہو گئی ہے۔ قاہرہ کی ۲۷ ستمبر کی خبر ہے کہ یہاں بڑی زور کی افواہ گرم ہے۔ کہ اہل نجد نے مکہ پر قبضہ جما لیا۔

ہسپانیہ اور مراکش میڈرڈ ۲۶ ستمبر۔ جنرل پریمو ڈی رائیورا نے سیوطہ میں اعلان کیا ہے۔ کہ فوجی وزارت۔ مراکش میں اپنی حیثیت کو قائم رکھنے پر تلی ہوئی ہے۔ اور وہ باغیوں کی مزاحمت کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنے ہر قابل حصول ذریعہ کو استعمال میں لانے کے لئے تیار بیٹھی ہے۔

مکہ معظمہ کا تخلیہ قاہرہ ۲۹ ستمبر اگرچہ مکہ معظمہ کی نسبت کوئی قطعی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ تاہم یقین کیا جاتا ہے۔ کہ حالت نہایت نازک ہے۔ بظاہر وہاں کے باشندے شہر کو خالی کر رہے ہیں۔ اور حکومت کے دفاتر جدہ میں منتقل ہو رہے ہیں۔

یونان و بلغاریہ لنڈن ۲۵ ستمبر۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم جنیوا کو معلوم ہوا ہے۔ کہ یونان و بلغاریہ اس امر پر رضامند ہو گئے ہیں کہ سرحدی تنازعات کے تصفیہ کے لئے جمعیۃ الاقوام ایک وفد مقرر کر دے۔ ایک ڈچ اور ایک بلجی کمشنر مقرر کیا جائے گا۔

روس میں شاہ پسندی کی تحریک لنڈن ۲۸ ستمبر۔ روسی شاہی تحریک روز بروز بڑھ رہی ہے۔ روس کی شاہ پسند جماعت کے مندوبین کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں گرانڈ ڈیوک سیرل کے اعلان زاریت پر غور کیا گیا۔ اور فیصلہ ہوا۔ کہ ڈوئیگر امپرس ماری فلوڈ ورونا سے اس معاملہ کی نسبت استفسار کیا جائے۔ کیونکہ وہ خاندان شاہی کی بزرگ ترین خاتون ہیں۔ اور آپکے صاحبزادہ گرانڈ ڈیوک میکل ہیں جو ۱۹۱۸ء سے لاپتہ گم ہو گیا تھا۔ یہ فیصلہ گرانڈ ڈیوک نکولس کو بھیجا گیا۔ جو روس کی تحریک قومیت کے رئیس ہیں۔

مجلس اتحاد دہلی کی تجاویز دہلی ۲۶ ستمبر۔ مجلس اتحاد کی کمیٹی نے حسب ذیل تجاویز منظور کی ہیں۔

مذہبی آزادی ہر ایک شخص یا گروہ کو یہ حق حاصل ہوگا۔ کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات کو نہایت آزادی سے ظاہر کر سکے۔ اور اس کو اختیار ہوگا۔ کہ جس مذہب پر چاہے۔ اعتقاد رکھے۔ اور اس کو اجازت ہوگی۔ کہ دوسرے لوگوں کے مذہبی جذبات کا واجبی احترام رکھتے ہوئے اپنے مذہبی فرائض کو جسطرح سے چاہے ادا کرے۔ لیکن کوئی شخص یا گروہ کسی حالت میں بھی اس امر کا مجاز نہیں رکھتا۔ کہ دوسرے کے مذہبی پیشواؤں یا بانیوں برگزیدہ ہستیوں اور اصولوں کی توہین و تحقیر کرے۔

مقدس مقامات کا احترام ہر ایک مذہب کی عبادتگاہوں کو مقدس تصور کیا جائے گا۔ ان کو ناقابل تخریب سمجھا جائے گا۔ کسی حالت میں بھی خواہ انتقام کی حالت ہو۔ یا برافروختگی و اشتعال کا عالم ہو۔ یہ جائز نہیں ہوگا۔ کہ مذہبی مقامات پر حملہ کیا جائے۔ یا ان کی بے حرمتی کی جائے۔ خواہ اس کا مذہب کچھ ہی ہو۔ ہر شہری کا فرض ہوگا۔ کہ جہاں تک اس کے امکان میں ہو۔ وہ مذہبی مقامات کو حملوں سے بچائے۔ اور ان کی بے حرمتی نہ ہونے دے۔ جب کبھی بھی اس قسم کا کوئی حملہ ہوگا۔ نہایت مستعدی سے اس کو معرض تحقیر و تذلیل میں لایا جائے۔

شدید بارش کی وجہ سے ریلوں کو نقصان ۲۹ ستمبر۔ سہارنپور انبالہ ریلوے لائن جگادھری اور کلانور کے سٹیشنوں کے درمیان سخت بارش اور دریائے جمنا کی طغیانی کے باعث ٹوٹ گئی۔ ریلوے آمدورفت بند پڑی ہے۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کی لائن لکسر اور ہاتھرس کے درمیان دو جگہ پر ٹوٹ گئی۔ کلانور اور رجبڑ کے درمیان دونوں پل ٹوٹ گئے ہیں۔ لکسر جنکشن اور ہاتھرس کے درمیان ڈیرہ دون لائن ٹوٹی پڑی ہے۔ اور بڑی لائن لنڈھور اور لکسر کے درمیان ٹوٹ گئی ہے۔ شملہ میں سخت بارش ہوئی۔ پہاڑی تودوں کے گرنے کے باعث بہت سا نقصان ہوا ہے۔ شملہ اور کالکا ریلوے پر دھرمپور کے نزدیک تودوں کے گرنے سے لائن بند ہو گئی ہے۔

امریکن شہیدی جتھہ امرتسر میں امرتسر ۲۵ ستمبر۔ امریکن شہیدی جتھہ جو کہ چالیس اکالیوں پر مشتمل ہے۔ گذشتہ رات امرتسر پہنچا۔ یہ جتھہ وینکوور سے جیتو کیلئے روانہ ہوا۔ کلکتہ۔ الہ آباد۔ لکھنؤ۔ کانپور۔ دہلی

(باہتمام عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)